روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۵۱ جمعرات ۵ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ ۱۰ نبوت ۱۳۷۳ ہش ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کا نصب العین نیکیوں اور اچھی باتوں کی طرف بلانا ہے

جماعت احمدیہ کے نصب العین میں یہ بات داخل ہے کہ ہم نیکیوں کی طرف بلائیں اچھی باتوں کی طرف بلائیں۔ نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں۔ یہی وہ ہتھیار ہے جن کے ذریعے ہم نے (دین حق) کے لئے عالمی جنگ جیتنی ہے اور ان ہتھیاروں کو روزمرہ استعمال کرنا اور عادت بنالینا ہی ایک ایسا فریضہ ہے جو جماعت کو توجہ کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اب موقعہ ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو درست کرلو اور اس کے فرائض کی بجا آوری میں کمی نہ کرو۔ خلق اللہ سے کبھی بھی خیانت۔ ظلم۔ بد خلقی۔ ترشروئی ایذاء دہی سے پیش نہ آؤ۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو کیونکہ ان چیزوں کے بدلے بھی خدا تعالیٰ مؤاخذہ کرے گا۔ جس طرح خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی۔ اس کی عظمت۔ توحید اور جلال کے خلاف کرنے اور اس سے شرک کرنا گناہ ہیں اسی طرح اس کی خَلق سے ظلم کرنا۔ ان کی حق تلفیاں نہ کرو۔ زبان یا ہاتھ سے دکھ یا کسی قسم کی گالی گلوچ دینا بھی گناہ ہے۔ پس تم دونوں طرح کے گناہوں سے پاک بنو اور نیکی کو بدی سے خلط ملط نہ کرو۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۱۷۷)

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب کیلئے دعا کی درخواست

○ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل آنکھوں کے علاج اور آپریشن کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ احباب سے مولانا موصوف کی جلد اور مکمل صحت یابی کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد لکھتے ہیں۔

برادم قریشی عطاء الرحمان صاحب آف کوئٹہ کراچی کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کے پیٹ میں رسولی ہے جس کا اپریشن متوقع ہے۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترم چوہدری عزیز احمد صاحب سابق ناظر مال سانس کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی جلد اور کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے

○ مکرم طاہر محمود خانصاحب مربی سلسلہ (تنزانیہ) کی والدہ صاحبہ بوجہ ہارٹ اٹیک سخت بیمار ہیں۔ فضل عمر ربوہ میں انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا کرے

دعاء نعم البدل

○ مکرم غلام مصطفیٰ تبسم صاحب کارکن دفتر الفضل کو خدا تعالیٰ نے بچی سے نوازا جو کچھ دیر بعد اللہ کو پیاری ہو گئی۔ ان کی اہلیہ صاحبہ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور صحت و تندرستی اور زندگی پانے والی اولاد عطا کرے۔

جو اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (-) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے نام پر پناہ مانگتا ہے اسے پناہ دو۔ اور جو شخص اللہ کا نام لے کر مانگتا ہے اسے کچھ نہ کچھ ضرور دو۔ اور جو شخص دعوت کے لئے بلاتا ہے۔ اس کی دعوت قبول کرو۔ جو شخص تم سے نیک سلوک کرتا ہے اس کے نیک سلوک کا بدلہ کسی نہ کسی رنگ میں ضرور دو۔ اگر بدلہ دینے کے لئے تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو اتنی دعا کرو کہ تمہارا دل مطمئن ہو جائے کہ گویا تم نے بدلہ ادا کر دیا ہے۔ بہت ہی پیارا کلام ہے بہت تفصیلی باریکی میں اتر کر مضمون کو سمجھایا گیا ہے کہ دعا محض کر دینا کہ (اللہ آپ کو جزا دے) کہہ کر الگ ہو جائیں یہ کافی نہیں ہے۔ جب تک دل مطمئن نہ ہو کہ میرے دل سے بوجھ اتر گیا ہے اور اپنے بھائی کی دعا سے میں نے اتنی خدمت کر دی ہے کہ اللہ ضرور اس کا فیض اس کو پہنچائے گا۔ اس وقت تک دعا سے رکنا نہیں تمہارا حق ادا نہیں ہو گا۔

اس حدیث میں چھوٹی چھوٹی کئی باتیں ہیں ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ قریب سے دیکھنا ضروری ہے۔ جو اللہ کے نام پر پناہ چاہتا ہے اسے تم پناہ دو۔ اللہ کے نام پر پناہ دینے والے ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو خدا کے دشمن رہے ہوں اور ان پر یہ مضمون بلا استثناء صادق نہیں آتا۔ کئی ایسے بھی تھے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، جنہوں نے تمام عمر دشمنی میں گزاری اور بعد میں پناہ مانگی تو ان کو پناہ نہیں دی گئی۔ بعضوں کو بعد میں پناہ دے دی گئی۔ مگر بعضوں کو وطن چھوڑ کر دوسرے ملکوں کی طرف بھاگنا پڑا۔ تو اللہ کے نام پر پناہ مانگنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر شخص کو بلا استثناء ضرور پناہ دو۔ عام حالات کا تقاضا یہ ہے۔ ایک ضرورت مند محتاج ہے اسے کسی کے شر سے پناہ نہیں مل رہی۔ اور پناہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے گھر میں جگہ دو۔ کیونکہ اگر یہ مضمون ہو تو پھر دنیا کا ہر گھر گھر والوں کے سوا ہر ایک دوسرے سے بھر جائے۔ اس لئے حدیث کو اس کے محل اور موقع کے مطابق سمجھنا ضروری ہے۔

پناہ سے مراد ہے کسی شر سے پناہ، کسی فتنے سے پناہ، پس ایک شخص کسی بڑے آدمی کے مظالم کا شکار ہے۔ وہ کسی کے پاس پناہ لینے آتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ جتنی اس کو طاقت ہے اس کی حمایت کرے۔ اور اس بات کا خوف نہ کرے کہ اس حمایت کے نتیجے میں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

(از خطبہ ۱۲۔ اگست ۱۹۹۴ء)

اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات کی معرفت ہی ہے جسکے نتیجہ میں ہمیشہ کی خوشیاں انسان کو مل جاتی ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۰- نبوت - ۱۳۷۳ ہش   ۱۰- نومبر ۱۹۹۴ء

روحانی مائدہ سے استفادہ کریں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے خطبات کا لندن سے براہ راست ٹیلی کاسٹ ہونا اور احمدیوں کے سامنے اپنے محبوب امام کا چہرہ ہر جمعہ آنا اور آپ کی زبان مبارک سے روحانی معارف سننا یہ ایک ایسی نعمت ہے جس پر ہر احمدی اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے۔ روحانیت کی تاریخ میں یہ موسم بہار کے دن ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور محبوب امام کے توسط سے اس کی برکات حاصل کرنے کے دن ہیں۔

حضرت صاحب کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا ہر خطبہ جمعہ ایسے عجیب اور شاندار نکات معرفت کا مجموعہ ہوتا ہے کہ ہر خطبے کے بعد احباب جماعت کو کئی نئے اور قیمتی نکات حاصل ہوتے ہیں۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت صاحب کے خطبے کے بعد' خطبے میں بیان کردہ کئی نکات احباب کی گفتگو کا موضوع نہ بنتے ہوں۔ اور یوں ہفتہ بھر تک احمدی گھروں میں خطبے کے موضوعات کا تذکرہ رہتا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث نے ایک بار فرمایا تھا کہ دنیا میں جتنی بھی نئی نئی ترقیات ہو رہی ہیں اور انقلابات آرہے ہیں یہ سب احمدیت کے لئے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کا یہ ارشاد جدید سائنسی ترقی کے حوالے سے تو حرف بحرف پورا ہو رہا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشادات عالیہ ساری دنیا میں پہنچانے کے سلسلے میں سائنس آج احمدیت کی خادم بنی ہوئی ہے۔ مواصلاتی سیارے احمدیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ ٹیلی ویژن اور بجلی کا جدید سائنسی نظام جماعت احمدیہ کی خدمت پر مامور کر دیا گیا ہے۔

احباب جماعت کو ان خطبات سے باقاعدہ طور پر استفادہ کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے کام چھوڑ کر اپنی ذمہ داریوں سے وقت نکال کر بلکہ اپنا حرج کر کے اس روحانی مائدہ سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اپنے بچوں' بڑوں کو توجہ کے ساتھ خطبہ سننے کے لئے لے جانا چاہئے۔ خاص طور پر بچوں کی تربیت کے لئے اور ان کے ایمان کی تازگی اور استحکام کے لئے ان خطبات کا باقاعدگی سے سنوایا جانا ضروری ہے۔

صدر صاحب عمومی ربوہ نے اندرون ربوہ' صدران محلہ اور دیگر اہالیان شہر کو اس طرف خصوصیت سے متوجہ کیا ہے اور صدران کی یہ ڈیوٹی قرار دی ہے کہ خطبہ کے وقت ربوہ کا ہر شہری باقی سب کام چھوڑ کر خطبہ سنے۔ گھروں میں اگر خطبہ سننے کا انتظام ہے تو گھر کے تمام افراد بچے بڑے دیگر کام اور مصروفیات ترک کر کے خطبہ سنیں اور جن کے گھروں میں انتظام نہیں ہے وہ ایسی جگہوں پر جائیں جہاں خطبہ سنا جا رہا ہے اور دیکھا جا رہا ہے۔ گھروں کے علاوہ بازاروں میں ان اوقات میں تمام کاروبار زندگی بند کر دیا جائے۔

بازاروں کے ضمن میں اگر دیکھا جائے تو پہلی ذمہ داری خریداروں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ خطبہ کے اوقات میں اور نمازوں کے اوقات میں بازار نہ جائیں۔ ہر شخص کو نمازوں کے اوقات کا علم ہوتا ہے۔ گھر سے نکلنے سے پہلے یہ غور کر لیا جائے کہ خریداری کے نتیجے میں وہ خود کو اور دکاندار کو نماز اور خطبہ سے محروم تو نہیں کر رہا۔ کیونکہ نماز یا خطبہ کا وقت ہو اور گاہک دکان میں آجائے تو اس وقت خریداری کرنا دکاندار کو سخت مشکل میں ڈالتا ہے۔ اگر ربوہ کے احمدی اس بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور ان اوقات میں دکانوں پر نہ جائیں تو احمدی دکانداروں کو از خود یہ احساس ہو جائے گا کہ وہ ایسے اوقات میں کاروبار نہ کریں۔ بلکہ انہیں یہ تسلی رہے گی کہ ان کا کاروباری ہرج بھی نہیں ہوگا۔

مغرب کی لادینی اور روحانیت سے بے بہرہ دنیا میں تاجروں نے یہ محاورہ بنایا ہوا ہے کہ "اللہ کے بعد گاہک سب سے زیادہ محترم ہے" لیکن فی الحقیقت وہ گاہک کو اللہ پر بھی فوقیت دے دیتے ہیں۔ ہمارے احمدی دکانداروں کا ماٹو تو یوں ہونا چاہئے کہ گاہک ہو یا کوئی اور' اللہ سب سے زیادہ محترم ہے۔ یہ وہی بات ہے جس کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا ہے

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر احمدی کو حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے خطبات کی صورت میں بٹنے والے روحانی مائدہ سے بھرپور انداز میں استفادہ کی توفیق دے۔ آمین۔

خدا کرے کہ خدا ہو تمہاری پشت پناہ
ہر ایک کام میں تم کو دکھائے اپنی راہ
ہر ایک حال میں ملتی رہے مدد اس کی
قدم قدم پہ ہو اس کی عنایتوں کی نگاہ

ابوالاقبال

○

دیکھا کبھی پیچھے' تو گناہوں کا تھا جادہ
ستّاری ہے اُن کی میرا نیکی کا لبادہ

ہو جاؤں میں غرقاب مئے رحمتِ باری
لادے مجھے کوثر سے کوئی ساغر و بادہ

سو بار گرا ہوں مگر اتنا نہیں معلوم
یہ لغزش پا تھی کہ یہ تھا میرا ارادہ

واعظ کی تو ہر بات ہی پُرپیچ ہے یاربّ
بخشی ہے مگر تُو نے طبیعت مجھے سادہ

مایوس نہیں دل تری بخشش کی نظر سے
ہر چند کہ کرتا ہوں گناہوں کا اعادہ

ہمت مری دیکھو کہ بایں آبلہ پائی
سنگلاخ رَہوں پر ہوں رواں کب سے پیادہ

ساقی پڑا رہنے دے مجھے بزم میں اپنی
بس اِتنی سی ہے میری طلب کم نہ زیادہ

عبدالمنان ناہید

تحریک جدید کے سال ۶۱
کا اعلان

○ بفضل خدا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے بیت الفضل لندن سے ۴- نومبر کو خطبہ جمعہ کے ذریعہ تحریک جدید کے اکسٹھویں سال کے افتتاح کا اعلان فرما دیا ہے۔ جملہ پاکستانی جماعتیں سال نو کے لئے اپنی قربانیوں کے وعدے اولین موقع پر دفتر ہذا کے توسط سے اپنے محبوب امام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ایک ارشاد کی روشنی میں عہدیداران جماعت کوشش فرمائیں کہ جملہ افراد جماعت کے وعدے ۳۱- دسمبر ۱۹۹۴ء تک دفتر ہذا میں پہنچا دیئے جائیں۔ نیز یہ کہ وعدہ جات معیاری ہوں۔ اور گزشتہ سال سے بہرحال نمایاں اضافہ کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔ تحریک جدید کی وسعت پذیر ذمہ داریوں کا یہی تقاضا ہے۔

تحریک جدید میں جماعت کے سو فیصد افراد شامل ہوں

○ "پس ہر احمدی مرد اور ہر احمدی بالغ عورت کا فرض ہے کہ اس تحریک میں شامل ہو بلکہ بچوں میں بھی تحریک کی جائے اور رسمی طور پر انہیں اپنے ساتھ شامل کیا جائے"۔

وکیل المال اول تحریک جدید

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

میں نے گلف سے متعلق جو پچھلے خطبات دیئے تھے ان میں بڑے درد کے ساتھ بعض آنے والے خطرات کی نشان دہی کی تھی۔ ان میں ایک یہ تھا کہ شرق اوسط سے امن ہمیشہ کے لئے اٹھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور جن خطرات کا اظہار کیا تھا وہ ابھی جیسے کہتے ہیں نا کہ سیاہی ابھی گیلی ہی ہو سوکھی بھی نہ ہو تو بات ظاہر ہونے لگ جائے ویسی ہی کیفیت ہوئی ہے۔ شام کے اوپر اسرائیل نے جنگ ختم ہوتے ہی یہ الزام لگانا شروع کر دیا کہ اب عراق سے خطرہ تو نہیں رہا مگر ہمیں شام سے خطرہ شروع ہو گیا ہے اور وہی باتیں جو پہلے عراق کے متعلق کہی جاتی تھیں اب شام کے متعلق کہی جانے لگیں۔ پھر وہ خطرے جو میں نے پیش کئے تھے۔ یہ تو نہیں کہ (اللہ تعالیٰ پناہ دے) میں نے کوئی غیب کی خبریں بتائی تھیں مگر ہر انسان حالات کا جائزہ لیکر اندازے لگاتا ہے۔ پس میں نے بھی جہاں تک ان قوموں کے مزاج کو سمجھا کچھ اندازے لگائے اور میرا اندازہ یہ تھا کہ عراق کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور بعض دوسری قوموں سے اندر کھاتے' مخفی طور پر ہو سکتا ہے' سمجھوتے ہو گئے ہیں کہ تم فلاں حصے پر قبضہ کر لینا' تم فلاں حصے پر قبضہ کر لینا۔ پس عراق میں جو بغاوت ہو رہی ہے' یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا دوسری قوموں سے کوئی تعلق نہیں مگر جو لوگ بھی اس صدی کی تاریخ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جہاں جہاں بغاوتیں ہوئی ہیں وہاں ضرور دوسری قوموں کا تعلق ہوتا ہے۔ آج کے زمانے میں طاقتور منظم فوجوں سے لڑنے کی عوام الناس میں طاقت ہی نہیں ہے' جب تک باہر سے امداد نہ ہو' جب تک باہر سے شہ نہ ملے یہ ہو نہیں سکتا کہ کسی ملک میں واقعتہً منظم بغاوت ہو جائے۔ چنانچہ افغانستان میں جو کچھ ہوا آپ جانتے ہیں۔ اگر امریکہ مجاہدین کی مدد سے اپنے ہاتھ کھینچ لیتا تو وہاں جو کچھ آپ نے دیکھا ہے ہو ہی نہیں سکتا تھا' ممکن ہی نہیں تھا۔ اگر ویٹنام میں روس ویٹنامیوں کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیتا تو امریکہ کو جو بالآخر عبرتناک شکست ہوئی وہ ممکن نہیں تھی۔ غالباً ساڑھے آٹھ سال کا عرصہ ہے انہوں نے وہاں بہت ہی دردناک جنگ کی حالت میں گزارا ہے۔ وہ جنگ چند مہینوں کے اندر ختم ہو سکتی تھی اگر امریکہ کے مقابلہ پر روس ان کا مددگار نہ ہو رہا ہوتا تو اس لئے بیرونی خطرات پہلے بھی تھے' آج بھی ہیں اور کل بھی ہوں گے لیکن پہلے دو سمتوں سے ہوتے تھے اب ایک ہی سمت سے ہیں۔ اس لئے اس رمضان میں خاص طور پر دعائیں کریں کہ اب جب کہ ایک ہی طاقت ہے جو دنیا پر غالب آ چکی ہے اور وہ امریکہ اور روس کے ساتھیوں کی طاقت ہے تو اللہ تعالیٰ اس عظیم طاقت کو' جیسی طاقت آج تک کبھی دنیا کی تاریخ میں پہلے نہیں ابھری وہ ساری دنیا پر اس طرح غالب آ چکی ہو کہ مقابل کی ہر طاقت اس کے سامنے گھٹنے ٹیک چکی ہے' یہ توفیق نہ دے کہ خدا کے بندوں سے ظلم کا سلوک کرے۔ اس دعا کی بڑی شدید ضرورت ہے۔

دعا کی یہ ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ امریکہ کو یہ ہوش دے' یہ عقل دے کہ وہ خدا بننے کی بجائے خدا کا نمائندہ بننے کی کوشش کرے اور اگر واقعی امریکہ اس طاقت سے سچے دل کے ساتھ استفادہ کرنا چاہتا ہے اور دنیا میں امن پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے اور کوئی حل نہیں کہ امریکہ انصاف پر قائم ہو جائے کیونکہ عدل کے بغیر دنیا میں کوئی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص عدل پر قائم ہو وہ خدا کا نمائندہ ہو سکتا ہے خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایک گہرا راز ہے کہ عدل کے فقدان سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ خدا کے عادل بندے خدائی کے دعوے بھی نہیں کر سکتے۔ پس امریکہ کے لئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ تاریخ میں کبھی کسی قوم کو ایسا موقعہ نصیب نہیں ہوا جیسا کہ امریکہ کو نصیب ہوا ہے کہ تمام دنیا کو اپنی طاقت کے زور سے عدل سے بھر دے۔ اور عدل کے نتیجے میں دنیا کو انصاف عطا کرے اور خدا اس کو یہ توفیق نہ دے کہ اس کے برعکس خود خدائی کا دعوے دار بن جائے اور زور اور طاقت کے ساتھ اور جنبہ داریوں کے نتیجے میں اور سیاسی چالبازیوں کے نتیجے میں دنیا سے اپنی طاقت کا لوہا منوانے کی کوشش کرے۔ اگر امریکہ نے ایسا کیا تو جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں' اللہ تعالیٰ ایسی قوموں کو کچھ مہلت تو دیتا ہے لیکن لمبی مہلت نہیں دیا کرتا اور پھر خدا کی تقدیر ان کو پکڑا کرتی ہے۔

اس کے مقابل پر تیسری دنیا کی قوموں کے لئے بہت بڑے ہولناک دن آنے والے ہیں۔ وہ نہتے ہو چکے ہیں۔ ان کے سروں کی چھت اڑ گئی ہے۔ کوئی ان کا اس دنیا کا سہارا نہیں رہا۔ اس لئے ان کے لئے دعا کریں کہ وہ نیلی چھت والے سے تعلق پیدا کریں۔ اس خدا سے تعلق پیدا کریں جس کی چھت ساری کائنات پر محیط ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ انہیں ابتلاؤں سے بچائے گا اور یہ بھی ممکن نہیں جب تک وہ خود عدل پر قائم نہ ہوں کیونکہ غیر عادل کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا۔ یہ خیال غلط ہے کہ صرف امیر اور طاقتور ظالم ہوا کرتا ہے۔ یہ راز سمجھنے والا راز ہے اور اس کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ غریب اور کمزور بھی ظالم ہو جایا کرتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اسے اپنے ظلم کی توفیق نہیں ملتی یا کم ملتی ہے۔ پس ظالم ہونا یا نہ ظالم ہونا انسان کے اندرونی رجحانات سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ میں نے تو جہاں تک نظر ڈالی ہے تیسری دنیا میں بھی اکثر ممالک ایسے ہیں جب بھی انہیں توفیق ملی ہے انہوں نے ظلم سے کام لیا ہے وہی صدام حسین جن کے عراق پر یک طرفہ ظالمانہ بمباری کے نتیجے میں تمام مسلمانوں کے دل خون ہو رہے تھے اور سخت اذیت میں مبتلا تھے' اب اندرونی طور پر ان کو چھٹی ملی ہے کہ جبر کے ساتھ بغاوتوں کو ناکام کر دیں اور ملیامیٹ کر دیں تو اس جبر سے آگے بڑھ رہے ہیں جس جبر کی انسان کو خدا تعالیٰ کا خوف اجازت دیتا ہے۔ ایک جبر کے مقابل پر جبر ہے جس کی قرآن کریم نے اجازت دی ہے اور خدا کے خوف کی راہ میں یہ بات مانع نہیں ہے لیکن (اور تم زیادتی نہ کرو) کی شرط کے ساتھ کہ ہرگز تم نے مقابل پر زیادتی نہیں کرنی۔ انتقام اس رنگ میں نہیں لینا کہ جتنا تم پر ظلم ہو رہا ہے اس سے زیادہ ظلم کرو یا انسانی قدروں کو پامال کرتے ہوئے ظلم شروع کر دو۔ پس کردوں کے مقابل پر یہ ظلم ہو رہا ہو یا شیعوں کے مقابل پر ظلم ہو رہا ہو۔ جو بھی شکل ہے' ہر قوم کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ باغیوں کے سر کچلے لیکن یہ حق نہیں کہ ان کو آگ کا عذاب دے کر مارے جیسا کہ امریکہ نے نیپام بم کے ذریعے عراقی فوجیوں پر ظلم کئے تھے یا گیس سے مارے یا تیزاب برسا کے مارے۔ اگر یہ باتیں جو بیان کی جا رہی ہیں سچی ہیں تو پتہ یہ لگا کہ ادھر بھی ظلم تھا اور ادھر بھی ظلم ہے۔ پھر ہماری یہ دعا جس کی میں نے تلقین کی تھی کہ اے اللہ! حق کو فتح دے یہ کس کھاتے میں جائے گی۔ حق تو پھر صرف اتنا سا باقی رہ گیا تھا کہ کویت پر ان کا حملہ ناجائز تھا اور ان کو کویت خالی کر دینا چاہئے تو کویت سے انخلاء کی حد تو ہماری حق والی دعا قبول ہو گئی۔ اس کے بعد اگر حق ایک طرف ہو ہی نہ اور دونوں طرف ظلم شامل ہو جائے تو یہ دعا کسی کے بھی حق میں مقبول نہیں ہو سکتی۔

پس یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو حق نصیب کرے۔ اس وقت تو یہ زمانہ آ گیا ہے کہ انسان کنگال ہوا بیٹھا ہے۔ اخلاق سے عاری ہو گیا ہے۔ حق سے عاری ہو گیا ہے۔ غریب قومیں اگر دوسری ہمسایہ قوموں پر ظلم نہیں کرتیں تو اپنے ملک کے غریب باشندوں پر ظلم کرتی ہیں ہر طاقتور کمزور پر ظلم کر رہا ہے۔ ایسی افراتفری کے زمانے میں جب کہ طاقت کو گویا کہ یہ اختیار ہے کہ ہر قسم کے ظلم و ستم بجا لائے اور کوئی اس کو روکنے والا نہ ہو۔ ایسے دور میں قوموں کے تعلقات اسی ظلم کے رشتے پر ہی قائم ہوتے ہیں۔

آج امریکہ کو خدا نے جہاں یہ توفیق بخشی ہے کہ اس کے مقابل پر اس کا کوئی رقیب نہیں رہا۔ پہلے اگر مجبوریاں بھی تھیں تو اب مجبوریاں نہیں رہیں۔ اس وجہ سے خدا نے اسے توفیق بخشی ہے کہ وہ بے دھڑک ہو کر دنیا میں انصاف قائم کرنے کی کوشش کرے تو یہ موقعہ پھر شاید کبھی ہاتھ نہ آئے۔ آج اگر پہلے قدم غلط اٹھ گئے تو پھر دوبارہ ان غلط فیصلوں کی درستی ممکن نہیں رہے گی۔ اس لئے میں جماعت کو خصوصیت کے ساتھ اس دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو امریکہ کی قوم کو اس عظیم تاریخی سعادت حاصل کرنے کے بعد کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی طاقتور قوم بن کے ابھری ہے' یہ سعادت عطا کرے کہ اس طاقت کو بنی نوع انسان اور خود اپنی عاقبت کے خلاف استعمال نہ کرے بلکہ انصاف قائم کرنے کی کوشش کرے' اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں اس طاقت (کے زمانے) کو لمبا کر دیگا اور سینکڑوں سال تک دنیا کو امن نصیب رہے گا لیکن آثار ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جن سے مجھے خطرہ ہے کہ شاید یہ نہ ہو سکے تو دوسری صورت میں تیسری دنیا کے لئے دعا کریں۔ کمزور ملکوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں انصاف پیدا کرے۔ ان کے دل میں رحم پیدا کرے۔ ان کو اپنی اخلاقی تعمیر نو کی توفیق بخشے کیونکہ طاقتور قوم کا طاقت سے مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن طاقتور قوموں کا اخلاق کے ساتھ ضرور مقابلہ ہو سکتا ہے۔ یہ راز ہے جو قرآن کریم نے ہمیں سمجھایا ہے۔ پس اگر کوئی قوم اخلاقی لحاظ سے مضبوط ہو جائے اور اپنی نوک پلک درست کر لے اور اپنے اندر توازن پیدا کر لے اور حرص و ہوا سے باز آ جائے اور قناعت کی زندگی بسر کرنا سیکھ جائے اور غربت میں ہی اپنی غریبانہ جنت بنانے کی اہلیت پیدا کر لے تو ایسی قوم پر دنیا کی کوئی طاقت حکومت نہیں کر سکتی۔ اعلیٰ اخلاق سے بڑھ کر انسان کا کوئی دفاع نہیں ہے۔ پس تیسری دنیا کے ملکوں کو میں بار بار نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ اپنے اخلاق درست کریں۔ اپنے اندرونی تعلقات کو درست کریں۔ انکسار پیدا کریں اور فی الحال غیر قوموں پر انحصار کو اگر فوری طور پر ترک نہیں کر سکتے تو کم سے کم یہ منصوبہ بنائیں کہ

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

حضرت خانصاحب فرزند علی خانصاحب

ان سے پہلا تعارف تو غائبانہ بھی تھا اور ہوا بھی بہت بچپن میں۔ وہ اس طرح کہ قادیان شہر میں (شہر سے مراد ہمیشہ قادیان کا مرکزی حصہ ہے) دارالضیافت سے متصل اور ڈھاب کے قریب ایک خاصا وسیع مکان تھا جو حضرت خان صاحب کی ملکیت تھا۔ یوں لگتا تھا کہ یہ سارے کا سارا مکان احمدیہ گرلز سکول کے لئے وقف ہے۔ لیکن اس بات کا بھی امکان ہے کہ اس کے بائیں حصہ میں ان کی فیملی قیام پذیر ہو۔ میری خالائیں اور میری بڑی بہن اس سکول میں تعلیم کے لئے دارالفضل سے آتی تھیں۔ اس وقت دارالفضل اور اس جگہ کا فاصلہ خاصا زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ اور میں اپنی ان خالاؤں اور اپنی بہن کے ساتھ کبھی کبھی اس مدرسے میں آجایا کرتا تھا۔ اور یہاں آکر یہ سنا کرتا تھا کہ یہ مکان خان صاحب فرزند علی کا ہے۔

اس کے بعد آپ کو صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں دیکھا۔ آپ کو ایسے وقت میں دیکھا جب آپ برآمدے سے باہر ایک موڑھے پر بیٹھے وضو کر رہے ہوتے تھے۔ کسی اور شخص کے ہاتھ میں لوٹا ہوتا تھا اور وہ آپ کو وضو کروا رہا ہوتا تھا۔ لیکن یہاں زیادہ دفعہ دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ آپ نے ایک لمبے عرصے تک فیروز پور کے آرسنل میں بھی بڑے دبدبے کے ساتھ نوکری کی تھی۔ کہا یہ جاتا تھا کہ وہاں آپ انگریز افسروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہیں اور اگر انگریز ان سے دبتے نہیں تو کم از کم وہ انہیں اپنے ہم پایہ ضرور سمجھتے ہیں۔

اس آرسنل میں گریجوایشن کرنے کے بعد میں نے بھی دو چار ماہ نوکری کی۔ غالباً اس وقت سارے آرسنل میں مَیں ہی ایک گریجوایٹ تھا۔ قلعہ کے اندر داخل ہوتے ہوئے بھی باقاعدہ تلاشی لی جاتی تھی اور قلعہ سے باہر نکلتے ہوئے بھی یہی کچھ ہوتا تھا۔ لیکن بہرحال نوکری نوکری ہوتی ہے۔ نوکری کی جائے تو پوری شرائط کے ساتھ کی جائے یا نوکری چھوڑ دی جائے۔ جب تک میں نے وہاں نوکری کی پوری شرائط کے ساتھ کی اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ جیب تلاشی ہوتی تھی اور وہاں کوئی ناپسندیدہ بات نہیں تھی۔ جس سیکشن میں مَیں کام کرتا تھا اس کا افسر ایک نوجوان انگریز تھا۔ اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ دو چار دنوں ہی میں مجھ سے خاصا متاثر ہو گیا۔ ان دفاتر کے کارکنوں کی ایک ڈیوٹی یہ ہوتی ہے کہ وہ صحیح طور پر ٹیلیفون کرکے فائر بریگیڈ کو یہ بتا سکیں کہ آگ کہاں لگی ہے اور اس کے پاس کس جگہ سے پانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس ٹیلیفون کی مشق اکثر کروائی جاتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ میرے ایک دو دفعہ ٹیلیفون کرنے کے بعد میرے انگریز افسر نے اپنے تمام کارکنوں سے کہا کہ جب یہ ٹیلیفون کرے تو آکر اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو کہ یہ کس طرح بات کرتا ہے۔ مجھے وہ ایک نمونہ (ماڈل) سمجھنے لگا۔ وہیں پر ایک انگریز افسر مجھ سے جب بھی ملتا اس بات کی تلقین کرتا کہ حربی کلرک بن جاؤ۔ کیپٹن سے تمہارا رینک شروع کیا جائے گا۔ اور جلد ہی اس میں خاصی ترقی کر جاؤ گے۔ لیکن اس وقت مجھے اس بات پر اصرار تھا کہ میں نے روزی کمانے کے لئے ہندوستان سے باہر نہیں جانا۔

حضرت مولوی فرزند علی خان صاحب کے متعلق یہ بات بھی مشہور تھی کہ اگرچہ وہ سخت گیر تو تھے۔ لیکن مستحقین کے ہمدرد تھے۔ جہاں انہیں کوئی مستحق نظر آتا وہ اس کی مدد کرتے ہوئے اسے قلعہ میں نوکری دلوا دیتے۔ جہاں تک ان کی سخت گیری کا تعلق ہے۔ اس کا مجھے یوں بھی احساس ہوا کہ ایک دفعہ میرے والد صاحب کی کسی جگہ تبدیلی ہوئی جہاں وہ جانا نہیں چاہتے تھے۔ تو انہوں نے حضرت خان صاحب موصوف سے ذکر کیا اور کسی شخص کا نام بتایا کہ اگر آپ اس کے پاس سفارش کر دیں تو تبدیلی رک سکتی ہے۔ خان صاحب موصوف نے جواب دیا کہ اگر آپ جماعت کا لازمی چندہ پوری مقدار میں ادا کرتے ہیں تو میں آپ کی سفارش کروں گا۔ ورنہ ایسا نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد حضرت خان صاحب کے متعلق ان کے انگلستان میں مربی ہونے کا ذکر سنا۔ وہاں پر آپ کے بڑے بڑے سرکاری افسروں سے گہرے روابط تھے اور آپ ان کے ساتھ ہم پلہ ہونے کی حیثیت سے مل کر انہیں متاثر کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے وقت میں کہا جاتا ہے کہ جماعت کا انگلستان کی حکومت پر بڑا اثر ورسوخ تھا۔

اس کے علاوہ اس بات کا تو میں عینی شاہد ہوں کہ جب حضرت امام جماعت احمدیہ ۱۹۵۵ء میں انگلستان تشریف لے گئے تو ایک دن عصر کی نماز پڑھ کے حضرت صاحب کے ساتھ بیت الفضل سے باہر نکلے تو آپ سیدھے مشن ہاؤس میں جانے کی بجائے بیت الحمد کے دائیں طرف تشریف لے گئے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا۔ ایک وہ وقت تھا کہ خان صاحب یہاں مربی انچارج تھے اور اردگرد کے لوگ اس جگہ پر سیر کرنے کے لئے اور فارغ وقت یہاں کے بنچوں پر گذارنے کے لئے یا ٹینس جیسی کوئی کھیل کھیلنے کے لئے یہاں آیا کرتے تھے۔ اب اس کونے کا یہ حال ہے کہ یہاں سرکنڈہ ہی سرکنڈہ اگا ہوا ہے۔ نہ کوئی صفائی کا انتظام ہو رہا ہے اور نہ ماحول میں رہنے والے لوگوں کو یہاں آنے کی کوئی ترغیب ملتی ہے۔

حضرت خان صاحب موصوف ویسے بھی نہایت ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ زندگی گذارتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بعض اوقات جب آپ دفتر میں تشریف فرما ہوتے اور حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب وہاں آجاتے تو آپ اپنی وہ گھنٹی بجا کر جو پاؤں کے نیچے ہوتی تھی کسی اٹنڈنٹ (attendant) کو بلواتے۔ ایک دو دفعہ تو محترم چوہدری صاحب نے تعجب کا اظہار کیا اور اس طرح اٹنڈنٹ کے آنے پر ایک دو دلچسپ لطیفے بھی سنائے۔ لیکن بہرحال حضرت خان صاحب کا دفتر نہایت صاف ستھرا اور منظم طریق سے رکھے ہوئے کمرے پر مشتمل ہوتا تھا۔

آپ اکثر انگریز افسروں سے ملتے اور انہیں اپنے ہاں بلاتے۔ اور اس طرح ہندوستان کی آزادی کے سلسلے میں بھی بہت سی باتیں آسانی کے ساتھ انگریز افسروں کے کانوں تک پہنچا دیتے۔ جن کا کسی نہ کسی رنگ میں اثر ضرور ہوتا۔

آپ کے ایک فرزند شیخ مبارک احمد صاحب دلی میں ملازمت کے دوران میرے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ان دنوں ہم سب یعنی محترم چوہدری ظہور احمد صاحب، محترم حسن محمد خان صاحب عارف، محترم راشد صاحب، اور محترم شیخ مبارک احمد صاحب ایک ہی کوارٹر میں قیام پذیر تھے۔ یہ کوارٹر مجھے الاٹ ہوا تھا۔ اور چونکہ میں یہاں فیملی کے بغیر تھا اس لئے یہ سب دوست اسی میرے کوارٹر میں تشریف لے آئے اور رہنے لگے۔ شیخ مبارک احمد صاحب کی وجہ سے بھی حضرت خان صاحب سے خاصا ذہنی اور قلبی قرب پیدا ہو گیا۔

ایک واقعہ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جس سے حضرت خان صاحب کے کردار پر روشنی پڑتی ہے۔ ایک عزیزہ کی شادی تھی نکاح کے انتظامات ہو رہے تھے۔ اس عزیزہ کے ایک رشتہ دار حضرت خان صاحب کے پاس گئے اور مہر کی بات شروع ہو گئی۔ جس طرح بات شروع ہوئی اور جس نہج پر وہ چلی وہ خان صاحب کو پسند نہ آئی۔ چنانچہ اس شخص کو آپ نے واپس بھجوا دیا۔ اس کے بعد مجھے خان صاحب کے پاس بھیجا گیا کہ مہر کی بات کر کے آؤ۔ جب میں خان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا کہ بیٹا یہ مہر کا مقرر ہونا کوئی گائے بھینس کی قیمت کا مقرر ہونا نہیں ہوتا۔ اور یہ کہہ کر آپ نے فرمایا کہ حال ہی میں مَیں نے اپنی ایک بیٹی کی شادی کی ہے' اس کی شادی پشاور میں ہوئی ہے۔ جب اس کے سسرال نے مجھ سے مہر کے لئے پوچھا تو میں نے فارم ان کے آگے رکھ دیا اور ان سے کہا کہ آپ جو چاہیں لکھ دیں مجھے منظور ہو گا۔ میں نے آپ سے گذارش کی میں بھی یہی نظریہ لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ میں نہیں لکھنا چاہتا لیکن آپ جو مہر مقرر فرمائیں گے وہ میں منظور کرتا ہوا عزیزہ کے والدین سے اس بات کی اجازت لے لونگا کہ وہی مہر مقرر کیا جائے اور نکاح ہو جائے۔ یہ عزیزہ مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔

حضرت خان صاحب کی اس مختصر سی گفتگو سے آپ کے کردار کی بلندی کا اظہار ہوتا ہے۔ رشتوں میں رقم کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ تعلقات اور تعلقات میں خلوص اصل بات ہوتی ہے۔ جب انسان رقم کے لئے جھگڑنے لگتا ہے تو وہ اپنی آئندہ کی زندگی یا یوں کہئے کہ ان دونوں کی آئندہ کی زندگی جن کا نکاح ہونے والا ہے اس میں تلخی کی بنیاد رکھ دیتا ہے۔ یہ بات نہایت خوش دلی کے ساتھ قرار پانی چاہئے اور اس میں سودے بازی کی کوئی گنجائش نہ رکھی جائے۔ یہ وہ سبق ہے جو حضرت فرزند علی خان صاحب سے میں نے سیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر سب لوگ اسی قسم کی بات اپنا لیں تو شادیاں آسان بھی ہو جائیں اور شادیوں میں تلخی کا عنصر بھی کم ہو جائے۔ بہرحال جتنا میں نے حضرت خان صاحب کو دیکھا اور سنا اتنا بیان کر دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے کردار کی بلندی کا اندازہ لگانے کے لئے یہی باتیں کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

عجز کی راہیں سب سے اچھی راہیں ہیں

عجز کا مقام سب سے اچھا مقام ہے عجز کی راہیں سب سے اچھی راہیں ہیں۔ پس نصیحت کرنے والا اگر آپ کی نظر میں ان خوبیوں سے عاری ہو جو وہ آپ میں دیکھنا چاہتا ہے تب بھی شکریہ کے ساتھ ان باتوں کو قبول کریں کیونکہ اس نے باتیں اچھی کہی ہیں جو آپ کے فائدے کی ہیں۔ اور اس بات کے وہم کو دل سے نکال دیں کہ نصیحت کرنے والا خود اپنے آپ کو نصیحت نہیں کرتا۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

ہماری تعلیم - چند جھلکیاں

کل رات میں سو نہیں سکا۔ نیند آنکھ مچولی کھیلتی رہی۔ آنکھیں نیند سے بوجھل ہوئیں تو سوچ کے سانپ ڈسنے لگے۔ اور میں کباب سیخ کی طرح پہلو بدلنے لگتا۔ آپ کہیں گے شاید کوئی حادثہ ہو گیا ہو۔ کوئی رنج پہنچا ہو۔ کوئی آفت آن پڑی ہو۔ کوئی پریشانی لاحق ہو گئی ہو۔ حادثہ تو اسے نہیں کہہ سکتے مگر بات اتنی تکلیف دہ تھی۔ وجہ اتنی پریشان کن تھی۔ کہ میں ایک تحیر کے عالم میں سوچ میں ڈوبتا چلا گیا۔ کیا یہ سب کچھ ممکن ہے اور آخر یہ ممکن کیسے ہو گیا۔ کوئی پہیلی نہیں پیش کر رہا۔ پریشانی کا باعث ایک ہی دن میں دو جگہوں پر کچھ ایسی باتیں سننے میں آئیں کہ میری نیند اڑ گئی۔ ہم کیا تعلیم دے رہے ہیں۔ کیسے تعلیم دے رہے ہیں۔ کس قسم کے تعلیم یافتہ لوگ معاشرے کو عطا کر رہے ہیں؟ ہوا یوں کہ معذور بچوں کا دن منایا جا رہا تھا۔ ایک بہت بڑے ہوٹل کے شاندار ہال میں بے شمار لوگ جمع تھے۔ صنف نازک کی بھرپور نمائندگی مگر مرد بھی پیچھے رہنے والے نہیں تھے۔ انہیں بھی تو معذور بچوں سے ہمدردی ہے۔ سو ساڑھیوں رنگین آنچلوں کے درمیان کہیں کہیں ٹائیاں اور واسکٹیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ سٹیج سے بڑی خوبصورت باتیں ہو رہی تھیں۔ کچھ دل سے نکل کر دل میں اتر رہی تھیں۔ اور کچھ الفاظ کے الجھاؤ میں الجھ کر رہ جاتی تھیں۔ ایک صاحب اٹھے۔ بڑی بارعب شخصیت۔ گورنمنٹ کے ایک بہت بڑے افسر۔ انہوں نے کچھ ایسی بات کہہ دی ایک ایسا حقیقی واقعہ سنا دیا کہ یوں لگا گویا بھونچال آ گیا۔ میرا سارا وجود ہل گیا۔ بات کہنے والی تو نہیں لیکن جب بات شروع کر دی تو کہنے کے سوا چارہ بھی نہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ اس ہمارے لاہور میں ایک سکول ہے۔ بہت شاندار۔ اور سکول کی شان جانی جاتی ہے اس کی فیس سے۔ سو وہ اس لحاظ سے اکثر سے آگے نکل گیا ہے۔ کیونکہ فیس ہے اس کی اڑتیس ہزار روپے سالانہ (اس کا نام کیا ہے؟ نہ جانتا ہوں نہ جاننے کی تمنا ہے) مقرر اسی سکول کے ایک دوسری جماعت کے بچے اور اس کے استاد کے درمیان مکالمہ کی روئیداد سنا رہے تھے۔ بچہ بہت شرارتی تھا۔ جیسے کہ امرا کے بگڑے ہوئے بچے اکثر ہوتے ہیں۔ ماسٹر صاحب نے شاید اس کی شرارت سے تنگ آ کر یا شاید ہلکے پھلکے انداز میں اسے کہا "تم بڑے بدمعاش ہوتے جا رہے ہو" اب ذرا سنئے اور دل تھام کر سنئے کہ اس دوسری جماعت کے (غالباً ۷، ۸ سالہ بچہ) نے کیا جواب دیا۔ اس اونچی سوسائٹی کی نوخیز کلی نے کہا "آپ بدمعاش جو کہہ رہے ہیں کیا میں مجرا دیکھنے جاتا ہوں" ایک دوسری جماعت کا بچہ بازار حسن کا اشارۃً تذکرہ کر رہا ہے، کیسے آیا اسے یہ خیال، کس نے ڈالی اس کے ذہن میں ایسی گھناؤنی بات؟ کیا معاشرہ قصوروار ہے؟ کیا والدین کی مہربانی ہے؟ کیا تعلیمی ماحول کی عنایت ہے؟ کیا استاد کی دین ہے؟ اگر یہی ہے ہماری تعلیمی ماحول کا حال۔ اگر ہم ایسے ہی طالب علم پیدا کر رہے ہیں اگر ہم معاشرے کو ایسی ہی سوغات دے رہے ہیں تو تف ہے ایسی تعلیم پر۔ لعنت ہے ایسی درسگاہوں پر۔ مگر یہ تو کل کا پہلا دھچکا تھا۔

شام کو ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا۔ ہندوستان کے پروگرام دیکھنے کا شاذونادر ہی اتفاق ہوتا ہے۔ اس روز جو چینل بدلا تو بات چیت ہو رہی تھی۔ سنا تو موضوع تعلیم تھا۔ دلچسپی بڑھی اور سننے لگ گیا ساری بات تو نہ سن سکا۔ دو تین نوجوان اپنے کارہائے نمایاں کا اعلانیہ ذکر فرما رہے تھے ساری دنیا کے سامنے اعتراف یہ کر رہے تھے کہ انہوں نے امتحان میں نقل کی۔ ایک کہہ رہا تھا کہ نقل کے سوا چارہ ہی نہیں۔ دوسرا گرہ لگا رہا تھا کہ نقل نہ کریں تو پاس کیسے ہوں۔ نمبر کیسے آئیں۔ کیا خوب زمانہ آ گیا ہے کہ وہ جو کبھی لوگ اگر کر گزریں تو اخفا میں رکھتے تھے اور آج اس کا برملا اظہار ہو رہا ہے بلکہ بڑے تفاخر کے انداز میں اپنے معرکے کا ذکر کیا جا رہا ہے گویا نقل لگانا آج جرم نہیں رہا بلکہ جس طرح کوہ پیما پہاڑ کی چوٹی سر کر کے اپنی چھاتی پھلا کے اس کارنامے کا فخریہ اظہار کرتا ہے اسی طرح آج نقل کرنے کا فخریہ اعلان ٹیلی ویژن کے ذریعہ کیا جا رہا ہے۔ میں نے تو سر جھکا لیا۔ یہی ہے تعلیم جو آج ہم دے رہے ہیں۔ یہ ہیں تعلیم یافتہ لوگ جو چوری بھی کرتے ہیں اور سینہ زوری بھی۔ اور پھر بڑے فخر سے اسے ایک کارنامے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ باتیں ہندوستان سے ہی متعلق نہیں ہم بھی اس دوڑ میں پیچھے نہیں بلکہ اب تو یہ ایک باقاعدہ کاروبار کی طرح چل نکلا ہے۔ ہم نے ایک نیا لفظ گھڑ لیا ہے "بوٹی مافیا" ہر امتحان میں اس بوٹی مافیا کا کاروبار خوب چمکتا ہے حکام ایک طرف، قوانین ایک طرف، نگرانیاں انسپیکشن اور نہ جانے کیا کچھ ایک جانب اور دوسری جانب دندناتے ہوئے۔ قانون پھلانگتے ہوئے بوٹی مافیا کے روایتی ہیرو جو نہ کسی سے خوف کھاتے ہیں نہ شکست۔ ہزارہا پابندیاں عائد کر دیجئے۔ وہ اپنا کام کر نکلیں گے۔ آج سے کوئی تین سال قبل کی بات ہے، ایک دوست جو ایک کالج کے پرنسپل تھے، سنا رہے تھے کہ وہ بطور انسپکٹر امتحان، کمرہ امتحان کے باہر پرچہ شروع ہونے سے قبل کھڑے تھے۔ دو تین لڑکے کمرے اور پھر ان کے گرد منڈلانے لگے کچھ حجاب۔ کچھ شرم ارادوں میں حائل ہوئی۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ انسپکٹر صاحب ان کی حرکات کے باوجود اپنی جگہ سے نہیں ہل رہے تو انہوں نے سب تکلف اور شرم کو بالائے طاق رکھا۔ وہ نوجوان پرنسپل صاحب کے پاس پہنچے اور بڑے "مودب" انداز میں یوں گویا ہوئے "سر آپ آپ دفتر میں تشریف رکھیں ہم نے اندر سے پرچہ لینا ہے۔ اس کو فوٹو کاپیاں کروانی ہیں اور پھر حل شدہ پرچہ اندر بھی پہنچانا ہے"۔ واہ کیا انداز ہے۔ کہاں کا خوف کہاں کا ڈر۔ کہاں کا ادب اور کہاں کی بزرگوں سے شرم۔ کیا دیدہ دلیری ہے کہ انسپکٹر کو کہہ رہے ہیں کہ ہمارے کام میں تم کیوں حارج ہو رہے ہو یہاں سے ہٹو تا ہم اپنا مشن مکمل کر سکیں (اسے ایک قصہ نہ سمجھئے یہ ایک حقیقی واقعہ ہے جس میں زیب داستان کے لئے کچھ نہیں ملایا گیا) سو آج نہ کسی بڑے سے شرم نہ لحاظ نہ غلط بات کی پردہ پوشی ہر کام اور ہر غلط کام اعلانیہ ہو رہا ہے۔ پرانی قدریں دفن ہو گئیں۔ آنکھ کی شرم مر گئی۔ ادب آداب کی بات قصہ ماضی ہوئی۔ اب تو جو ہم چاہیں گے وہ ہو گا۔

آئیے واپس چلتے ہیں کل کی شام کی طرف وہی پروگرام ٹیلی ویژن پر چل رہا تھا۔ تعلیم کا ایک اور پہلو سامنے آیا۔ اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ اور افسوسناک۔ اسی پروگرام میں کچھ اور نوجوان دکھلائے گئے۔ انہوں نے معاشرے کے ایک اور ستم اور تعلیم کی زبوں حالی کا نقشہ کھینچا۔ ایک اور سمت کی نشاندہی کی گئی۔ یعنی آج تعلیم کس بھاؤ بک رہی ہے۔ تعلیم دی نہیں جا رہی خریدی جا رہی ہے۔ انجینئرنگ کالج اور میڈیکل کالج کے لڑکوں نے اس پروگرام میں کچھ یوں اظہار کیا۔ ایک نے کہا کہ اس امتحان (غالباً ایف ایس سی) میں ۸۲ فیصد نمبر لئے مگر میڈیکل کالج میں داخلہ کے لئے اسے چھ لاکھ روپے بطور ڈونیشن دینے پڑے تب جا کے داخلہ ہو سکا۔ ایک ۵۲ فیصد نمبر حاصل کرنے والے طالب علم نے بتایا کہ اسے چھ لاکھ چھیاسی ہزار روپے بطور ڈونیشن کے دینے پڑے۔ پوچھا گیا کہ اتنے سارے پیسے کہاں سے آئے۔ نوجوان نے جواب دیا کہ والد نے اپنی جائیداد بیچی تا اسے داخلہ مل سکے۔ پھر بتلایا گیا کہ میڈیکل کالج کے پوسٹ گریجوایٹ پروگرام کے لئے ۱۲ لاکھ روپے تک ڈونیشن دینی پڑتی ہے۔ اللہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔ جس کی تجوری میں رشوت۔ بے ایمانی سمگلنگ کے پیسے ہیں وہ تو تعلیم کی خریداری کرے اور جس کی جیب خالی ہے خواہ وہ نمبروں سے لدا پھندا ہو اور پڑھائی میں دھاک بٹھا چکا ہو وہ میڈیکل کالج کی طرف حسرت بھری نگاہ سے تو دیکھ سکتا ہے۔ اس کا گیٹ پار کرنے کی اس میں سکت نہیں کیونکہ تعلیم بک رہی ہے۔ جو اونچی بولی لگا سکتا ہے وہ تو خرید لے گا اور جو خالی ہاتھ ہے وہ منہ ہی دیکھتا رہ جائے گا۔ کیا زمانہ ہے؟ کیا ہیں ہمارے معیار؟ کیا ہیں ہماری قدریں؟ اب کہاں سے لائیں وہ دل جو تعلیم کا یہ حشر ہوتا دیکھ کر۔ یہ سب کچھ سن کر چبھتی چبھتی ہوئی سوچوں کا شکار نہ ہو جائے؟

آئیے اس ماحول سے نکل کر ایک نظر باہر کی دنیا پہ ڈال لیں۔ میرے ایک دوست کل ہی سویڈن سے آئے ہیں۔ وہ بتلا رہے تھے کہ وہاں تعلیم بالکل فری ہے یعنی یہ نہیں کہ پانچویں جماعت تک مفت اور اس کے بعد تعلیمی ٹیکسوں کی بھرمار اور لوٹنے والے تعلیمی ادارے۔ بلکہ آپ بی۔اے کرنا چاہیں ایم اے کی ڈگری لینا چاہیں حتیٰ کہ پی۔ایچ۔ڈی کرنے کا ارادہ ہو آپ کو قطعاً کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہئے۔ آپ یونیورسٹی میں داخلہ لیں تعلیمی اخراجات کی بات سوچیں بھی نہیں۔ آپ اعلیٰ سے اعلیٰ ادارے کی طرف رجوع کر سکتے ہیں خواہ جیب میں پیسے ہیں یا نہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ رعایت فقط ملکی باشندوں کے لئے ہی نہیں بلکہ غیر ملکی بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ یہ ہے ایک صحیح معاشرے کا تصور ایک ویلفیر سٹیٹ کا نقشہ کاش ہم بھی کچھ سیکھ لیں۔ کوئی تو اچھی بات اپنا لیں بری تو بہت سی اپنائے ہوئے ہیں۔

ایک آخری سین پیش کرنا چاہوں گا۔ اور وہ بھی حقیقی واقعہ ہے۔ محکمہ تعلیم کے ایک ڈائریکٹر صاحب ذکر کر رہے تھے۔ ایک بار وہ تعلیمی اداروں کا دورہ کر رہے تھے۔ جیپ ایک سکول سے دوسرے سکول میں پہنچی۔ شام ہونے کو آئی۔ اور انہوں نے ہیڈ کوارٹر کی طرف رخ کیا شام کا دھندلکا چھا گیا۔ سرد رات بڑھتا ہوا اندھیرا۔ ہو کا عالم۔ سب لوگ اپنے گھروں میں دبکے سردی سے بچنے کے لئے گرم لحافوں میں گھسے ہوئے تھے۔ گھٹا ٹوپ اندھیرے کو چیرتی ہوئی روشنی کی ایک کرن نظر آئی۔ کچھ قریب آئے تو معلوم ہوا کہ ایک چھوٹی سی عمارت میں لیمپ جل رہا ہے۔ ہو گا کوئی خوش حال گھرانہ۔ جس میں خوشی ناچ رہی ہو گی۔ لیمپ روشن ہوں گے۔ دیئے جل رہے ہوں گے اور قریب آئے تو معلوم ہوا کہ یہ تو ایک ٹوٹی پھوٹی سی عمارت ہے۔ یہ تو گاؤں کا سکول ہے، مگر اس وقت وہاں روشنی کیوں۔ تجسس بڑھا۔ محترم آگے بڑھے۔

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

طاعون کے بارے میں عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کا انتظار

بھارت میں جو طاعون پھوٹی تھی وہ یوں لگتا ہے کہ اب ختم ہو گئی ہے۔ لیکن بھارت کی حکومت عالمی ادارہ صحت کی تصدیق کی منتظر ہے کہ طاعون فی الواقعی ختم ہو چکی ہے۔

وفاقی محکمہ صحت کے سیکرٹری مسٹر ایس ایم دیال نے ان قیاس آرائیوں کی تردید کی کہ یہ متعدی بیماری جس سے مغربی بھارت میں کم از کم ۶۰۔ افراد ہلاک ہوئے' طاعون نہیں تھی۔

انہوں نے کہا کہ طاعون اب نہیں رہی۔ لیکن ہم یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اسے جڑ سے اکھاڑ دیا گیا ہے۔ کیونکہ دنیا بھر میں اس کو جڑ سے نہیں اکھاڑا جا سکا تاہم اس سے لاحق ہونے والا فوری خطرہ ٹل چکا ہے۔

عالمی ادارہ صحت کے افسران نے کہا ہے کہ یہ ایک شدید متعدی بیماری ہے مگر یوں لگتا ہے کہ اب یہ قابو میں آ چکی ہے کیونکہ آخری کیس کا علم ہونے کے بعد اب دو ہفتے گزر چکے ہیں۔ مسٹر دیال نے بتایا کہ نمونک پلیگ کا آخری مریض سورت میں دیکھا گیا تھا۔ سورت بھارت کا ابھرتا ہوا صنعتی شہر ہے جہاں سے ستمبر اکتوبر میں طاعون پھوٹی تھی۔

انہوں نے کہا کہ ہم عالمی ادارہ صحت کی طرف سے آخری فیصلے کے منتظر ہیں۔ عالمی ادارہ صحت ایک رپورٹ پر غور کر رہا ہے جو ماہرین صحت نے تیار کی ہے جنہوں نے بمبئی کے شمال میں ۲۷۰ کلومیٹر (۱۶۸ میل) دور سورت کے شہر میں اس بیماری کے بارے میں تحقیقات کی تھی۔ اس سے کم نقصان دہ بوبونک پلیگ ہمسایہ صوبے میں بھی دیکھنے میں آئی تھی۔

مسٹر دیال نے اس پر اصرار کیا کہ یہ بیماری جو سورت سے پھوٹی اور بھارت بھر میں تیزی سے پھیلتی چلی گئی' اور جس نے اندرون بھارت اور بیرون بھارت عالمی سطح پر تشویشناک صورت پیدا کر دی تھی۔ وہ فی الحقیقت طاعون ہی تھی۔

انہوں نے کہا کہ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے لوگ بہت سی باتوں کو خلط ملط کر رہے ہیں۔ ان کا اشارہ اس اخباری خبر کی طرف تھا جس میں ایک ایکسپرٹ کی طرف سے یہ کہا گیا تھا یہ بیماری طاعون نہیں تھی۔

مسٹر دیال نے کہا کہ ہماری تحقیقات نے پلیگ کے جراثیم کی موجودگی کی مثبت طور پر تصدیق کی ہے۔ یہ افسوس ناک بات ہے کہ لوگ غیر ذمہ دارانہ بیانات جاری کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری تحقیقات سے اگرچہ یہ بھی پتہ چلا ہے بعض مریضوں کو مختلف اقسام کی انفیکشن تھی جس میں ملیریا' ٹائیفائیڈ اور ٹی بی تھی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ طاعون نہیں ہے۔

☆ ○ ☆

مسٹر یاسر عرفات کی مشکلات

فلسطینی تنظیم آزادی کے سربراہ مسٹر یاسر عرفات اپنی زندگی کے سب سے مشکل دور سے گزر رہے ہیں۔ انہوں نے اسرائیل کے ساتھ جو امن سمجھوتہ کیا ہے جس کے نتیجے میں فلسطینی علاقوں میں خود مختار فلسطینی حکومت قائم ہوئی ہے۔ یہ امن سمجھوتہ مسلسل مشکلات کا شکار چلا آ رہا ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ نو تشکیل شدہ فلسطینی خود مختار حکومت شدید مالی مشکلات کا شکار ہے۔

پی ایل او کی مذاکراتی ٹیم کے سابق سربراہ مسٹر حیدر عبدالشافی نے کہا ہے کہ مسٹر یاسر عرفات کو اس صورت حال پر پوری سنجیدگی سے غور کرنا ہو گا۔ جو واقعات ہو رہے ہیں وہ عمومی بے چینی کا اظہار کرتے ہیں۔ قتل کے واقعات اور اقتصادی بے چینی کے واقعات اسی بات کا اظہار کرتے ہیں۔

مسٹر عرفات حال ہی میں کیسابلانکا (سپین) میں مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کے ممالک کی اقتصادی کانفرنس میں شرکت کر کے آئے ہیں۔ جہاں انہوں نے سرمایہ کاری کرنے والوں سے مناسب منافع کا وعدہ کیا اور فلسطین کی خود مختار ریاست کے لئے فوری عالمی امداد کی اپیل کی۔

مس ہبہ نبیل نے جو ایک یونیورسٹی سٹوڈنٹ ہیں کہا کہ حکومت غریب آدمی کے لئے پھر بھی کچھ نہیں کر سکتی۔ یہاں پر صرف امیر لوگ گھر بنا رہے ہیں۔ لیکن وہ بھی سرمایہ کاری کرنے سے گھبرا رہے ہیں۔ انہوں نے تیل کی دولت سے مالا مال کئی لوگوں کا ذکر کیا جو صورت حال کو مخدوش قرار دے رہے ہیں اور اسے تجارت کے لئے سود مند نہیں سمجھ رہے۔

اسرائیل کی طرف سے غازہ کی پٹی سرحد کو بار بار بند کرنے سے بیس ہزار فلسطینی ورکروں کو سخت نقصان پہنچا ہے جو روزانہ اسرائیل جا کر محنت مزدوری کرتے تھے۔

اب اسرائیل نے سات ہزار غازہ کے باشندوں کو کام کرنے کا اجازت نامہ دیا ہے۔ اور اب صورت حال بڑی ست رفتاری سے معمول پر آ رہی ہے جو ۱۹۔ اکتوبر کو اسلامی مزاحمتی گروپ کی طرف سے ایک بس میں بم دھماکہ کرنے سے پیدا ہوئی تھی جس سے ۲۳۔ اسرائیلی ہلاک ہو گئے تھے۔

الفتح سمیت تمام فلسطینی گروپوں نے اسلامی جہاد گروپ کے حنی عابد کی ہلاکت کا ذمہ دار اسرائیل کو ٹھہرایا ہے جن کی کار میں بم کا دھماکہ ہوا تھا۔ مسٹر عابد کے جنازے کے موقع پر سوگواروں نے مسٹر یاسر عرفات کے خلاف نعرے لگائے اور ان کو مسجد سے نکال دیا اور ان کو جنازہ بھی نہ پڑھنے دیا اور اس سے اگلے دن حماس کے ۶ ہزار افراد نے اسرائیل سے امن کے عمل کی مخالفت میں مظاہرہ کیا اور مسٹر یاسر عرفات سے مطالبہ کیا کہ وہ مسٹر عابد کے قاتلوں کا پتہ لگائے۔

جنازے کے اس واقعے پر مسٹر عرفات ابھی تک خاموش ہیں۔ اسلامی جہاد گروپ کے ارکان نے اس واقعہ پر معذرت کا اظہار کیا ہے۔ اسلامی جہاد اور حماس کے گروپوں نے اسرائیل کی مذمت کی کہ وہ فلسطینیوں کے درمیان خانہ جنگی کروا رہا ہے۔ انہوں نے فلسطینیوں کے اتحاد پر بھی زور دیا۔

☆ ○ ☆

نسیم سیفی

ایک نئی بات

اس دفعہ ہم جس نئی بات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں وہ اگرچہ سب کے لئے اہم ہے لیکن جو لوگ خاص طور پر چاول زیادہ کھاتے ہیں ان کے لئے تو یہ بات بہت ہی اہم ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں دنیا میں بیشتر لوگ چاول کھاتے ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے تو چاول ان کی بنیادی خوراک ہے اور بعض لوگ عادتاً ہفتہ میں دو تین دفعہ ضرور چاول کھاتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں نہ صرف زیادہ سے زیادہ چاول اگانے کی طرف توجہ دی جا رہی ہے بلکہ اس بات کی طرف بھی توجہ مبذول کی جا رہی ہے کہ چاول زیادہ سے زیادہ خوشبودار ہوں۔ ہر وہ چیز جو زیادہ کھائی جاتی ہے اس کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے بھی کوششیں کی جاتی ہیں تاکہ دنیا اسے استعمال بھی کرے اور اس کا لطف بھی اٹھائے۔

فلپائن میں بعض سائنس دانوں نے چاول اگانے کے متعلق جو تحقیق کی ہے اس کا اب تک یہ نتیجہ نکلا ہے کہ پیداوار اتنی بڑھ سکتی ہے کہ دنیا کے ۴۵ کروڑ افراد کے لئے مزید چاول مہیا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ بات ذہن میں رکھنے والی ہے کہ یہ نئی قسم جو اب دریافت کی گئی ہے صرف ایسی جگہوں پر اگائی جا سکتی ہے جہاں پہلے ہی چاول اگائے جاتے ہوں۔ یہ نہیں کہ کہیں گنا اور گندم اگائی جا رہی ہو اور اب آپ یہ نئی قسم اگا کر زیادہ مقدار حاصل کر سکیں۔ گویا کہ وہ زمین جہاں پر پہلے سے چاول ہی اگایا جا رہا ہے وہاں یہ نئی قسم اگا کر زیادہ پیداوار لی جا سکتی ہے۔

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ایشیائی ممالک میں چاول کھانے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ لیکن اس وقت جو پیداوار حاصل کی جا رہی ہے وہ اس آبادی کے لئے جو ایشیاء میں بستی ہے اور چاول کھاتی ہے کافی نہیں ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعض اوقات یہ پیداوار اتنی کم ہوتی ہے کہ ان علاقوں میں قحط سالی کا سا سماں پیدا ہو جاتا ہے ایسے علاقوں میں اگر ایسی قسم اگائی جائے جس سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکتی ہو۔ کہا جا سکتا ہے کہ شائد کوئی ہی ایسا فرد ہو گا جو بھوکے پیٹ سوئے گا۔ جہاں یہ ریسرچ ہو رہی ہے اس کے ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ ان چاولوں کی پیداوار کے لئے ایک خاص بات اور جو نہایت مفید ہے یہ ہے کہ ان کی سنچائی کے لئے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہو گی۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں چاول پانی مانگتے ہیں۔ جہاں چاول اگائے جاتے ہیں وہاں پانی کی بہتات ہونی چاہئے۔

لیکن یہ نئی قسم ایسی ہے کہ اس کے لئے مزید پانی درکار نہیں ہو گا۔ اور ایسی زمین میں جہاں یہ چاول اگائے جائیں کھاد کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ اسی سلسلے میں حالیہ ایام میں واشنگٹن میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سائنس دانوں نے بتایا کہ وہ دو چاولوں کی قسموں کو ملا کر ایک ایسی قسم تیار کر سکتے ہیں جس سے پیداوار دگنی ہو جائے گی۔ یہ بات سن کر ہمارے کسان فوری طور پر چاہیں گے کہ انہیں یہ بیج مل جائے۔ لیکن سائنس دان کہتے ہیں کہ ابھی تجربات اس حد تک نہیں پہنچے کہ یہ قسم تمام کسانوں کو فراہم کی جا سکے فی الحال یہ بات تجربات میں سے گذر رہی ہے۔ کسانوں کو یہ پودے فراہم نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سائنس دان اس وقت یہ کوشش بھی کر رہے ہیں کہ پودے ایسے ہوں کہ جنہیں کیڑے نہ لگ سکیں' بیماریاں نہ لگ سکیں' تندرست رہیں' اور تندرستی کی حالت میں وہ زیادہ پیداوار مہیا کریں۔ ایک ڈاکٹر جن کا نام لام ہے کہتے ہیں کہ اگرچہ فلپائن' تھائی لینڈ اور انڈونیشیا میں آبادی کے بڑھنے پر جو روکیں

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

بقیہ صفحہ ۳

جتنی جلد ہو سکے گا آپ غیر قوموں پر انحصار سے توبہ کریں گے اور خودداری کی زندگی بسر کریں گے خواہ غریبانہ ہو۔ اگر یہ نصیحت تیسری دنیا نے مان لی اور جماعت نے دعائیں کی اور وہ مقبول ہوئیں اور اگر سب نے نہیں تو آہستہ آہستہ بعض ملکوں نے ان پر عمل کرنا شروع کر دیا تو پھر ہم یہ یقین کر سکیں گے کہ اگر طاقت وروں نے غلطی کی تو پھر بھی اس کا اتنا بڑا نقصان بنی نوع انسان کو نہیں پہنچے گا کیونکہ کمزور اپنی اصلاح کے ذریعے ان غلطیوں کی زد سے بچتے چلے جائیں گے اور اپنا دفاع وہ خود تیار کر لیں گے۔ اگر یہ نہ ہوا تو آپ دیکھیں گے کہ جگہ جگہ جنگیں ہوں گی۔ غریب قومیں غریب قوموں سے لڑیں گی۔ امیر قوموں سے ہتھیار خریدیں گی اور اپنے غرباء کا خون چوس کر اپنے ساتھ غرباء کا خون بہانے کے انتظامات کریں گی۔

یہ اس دنیا کا خلاصہ ہے۔ بڑا مکروہ خلاصہ ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جب اخلاق سے عاری ہو کر سیاست پر نظر کی جاتی ہے تو اس کے سوا اور کوئی خلاصہ نہیں نکل سکتا۔ پس اپنے اس رمضان میں خاص طور پر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو عقل اور تقویٰ اور انصاف عطا کرے اور جماعت احمدیہ کو یہ توفیق بخشے کہ انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اپنی دعاؤں کے ذریعے اس دور میں سب سے زیادہ اہم تاریخی کردار ادا کرے۔

(ذوقِ عبادت اور آدابِ دعا صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۴)

بقیہ صفحہ ۵

اندر جھانکا تو ایک لیمپ کی ہلکی سی روشنی میں چند نوجوان نظر آئے۔ درمیان میں ایک سفید ریش بزرگ جن کے گرد گھیرا بنائے یہ طالب علم بیٹھے تھے۔ یہ بھلا اس رات کے سناٹے میں۔ اس جنگل میں۔ اس چھوٹے سے سکول میں سرد رات میں کیا سوچ رہے ہیں۔ کیا کر رہے ہیں؟ بزرگ اس ہلکی روشنی میں ایک کتاب تھامے ہیں اور شاگرد بھی اپنی کتابوں پر جھکے پڑھائی میں منہمک ہیں۔ امتحان کی تیاری ہو رہی ہے بزرگ کی پر شفقت نگاہیں شاگردوں کی طرف اٹھ رہی ہیں اور ان کی ادب واحترام سے جھکی ہوئی نظریں کتابوں پر مرکوز ہیں۔ چند غریب طالب علم ایک غریب مگر ہمدرد اور شفیق استاد سے رات کے اندھیرے میں روشنی لے رہے ہیں۔ یہاں شاید استاد محترم کو ہدیۂ دل تو پیش ہو رہا ہے پس از سبق بل پیش کرنے کی صورت میں نہیں۔ شاگرد و استاد کا رشتہ پیسہ اور اجرت کا نہیں بلکہ یہاں ایک طرف عزت واحترام ہے دوسری طرف ہمدردی و شفقت۔ وہ جو پیچھے رہ گئے انہیں آگے بڑھانے کا جذبہ۔ اپنا آرام ختم کر کے ان تک بات پہنچانے کا عزم

جو دن کو سمجھ نہ پائے۔ کیا پاکیزہ جذبہ ہے۔ کیا احترام و شفقت کا تعلق کیا قابل رشک روایت ہے۔ یہ درست ہے "ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں" یہ بھی ہمارا ہی معاشرہ ہے لیکن کتنا مختلف۔ کتنا پیارا۔ کتنا حسین۔ کاش ہم پھر انسان بن جائیں۔ پیارے پیارے۔ قابلِ رشک انسان۔

درخواست دعا

○ محترم رانا خورشید اختر صاحب دارالصدر جنوبی ربوہ گزشتہ چند روز سے عارضہ دل کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے۔

○ مکرم مرزا حفیظ الرحمان سیکرٹری مال حلقہ محمود آباد کراچی کی بائیں آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم عبدالستار طاہر صاحب احمد نگر عرصہ کئی سالوں سے چکروں کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم چوہدری نور احمد صاحب سنوری (سلطان جنرل سٹور قادیان والے) حال راولپنڈی شہر آج کل پراسٹیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ عنقریب لاہور کے ہسپتال میں اپریشن متوقع ہے۔

○ مکرم شریف احمد صاحب کلو کی خوش دامن محترمہ رحیم بی بی صاحبہ زوجہ مکرم علی محمد صاحب (وفات یافتہ) ضلع بہاولنگر بوجہ فالج شدید بیمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ عالم بی بی صاحبہ زوجہ عبدالغنی صاحب عمر ۸۵ سال آف چک نمبر ۲۸۵ ر نگل نگل ڈھڑھ ضلع شیخوپورہ یکم اکتوبر ۱۹۹۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئی ہیں۔ احباب سے ان کی بلندی درجات کی درخواست دعا ہے۔

سیکرٹری صاحبان تحریک جدید توجہ فرمائیں

○ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جملہ جماعت ہائے پاکستان میں تحریک جدید کے چندوں کی وصولی سو فیصد عمل میں لانے کے لئے ہر ممکن کوشش ہو رہی ہے سیکرٹری صاحبان تحریک جدید سے گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کی پوزیشن کی اطلاع حسب ذیل اعداد وشمار کے ساتھ ۲۰۔ نومبر تک دفتر ہذا میں پہنچا دیں تاکہ وصولی کی دعائیہ فہرست میں ان کی جماعت کا نام شامل کیا جا سکے۔

ٹارگٹ وعدہ جات سال ... اصل وعدہ جات...... وصولی.....

اللہ تعالیٰ حضرت امام جماعت کی دعاؤں سے سب کو مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

بقیہ صفحہ ۶

لگائی جا رہی ہیں وہ کامیاب تجربہ ہیں لیکن اس کے باوجود دنیا بھر میں جس رفتار سے آبادی بڑھ رہی ہے اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ کہ پیداوار میں اضافہ کیا جائے۔

آسامیاں خالی ہیں

○ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں درج ذیل آسامیاں خالی ہیں۔

۱۔ پتھالوجسٹ۔ پوسٹ گریجوائیٹ ڈگری / ڈپلومہ یا MCPS' FCPS پاکستان

4880-325-8130

۱۔ میڈیکل رجسٹرار۔ میڈیکل گریجوائیٹ House اپوائنٹمنٹ متعلقہ شعبہ۔ منظور شدہ ہسپتال

3804-258-6900 500NPA

۱۔ سرجیکل رجسٹرار۔ میڈیکل گریجوائیٹ House اپوائنٹمنٹ متعلقہ شعبہ۔ منظور شدہ ہسپتال

3804-258-6900 500NPA

۱۔ آئی رجسٹرار۔ میڈیکل گریجوائیٹ House اپوائنٹمنٹ متعلقہ شعبہ۔ منظور شدہ ہسپتال

3804-258-6900 500NPA

۱۔ گائنی رجسٹرار۔ میڈیکل گریجوائیٹ House اپوائنٹمنٹ متعلقہ شعبہ۔ منظور شدہ ہسپتال

3804-258-6900 500NPA

۲۔ ڈینٹل سرجن۔ BDS یا فارن ٹریننگ

3804-258-6900 500NPA

۲۔ سٹاف نرس۔ تین سال تجربہ بطور سٹاف نرس۔ منظور شدہ ہسپتال

2230-78-3790

۱۔ لیبارٹری ٹیکنیشن۔ ڈپلومہ یا سروس ٹریننگ سرٹیفکیٹ۔ منظور شدہ ہسپتال

2080-66-3400

۱۔ اپریشن تھیٹر اسسٹنٹ۔ ڈپلومہ یا سروس ٹریننگ۔ منظور شدہ ہسپتال OTA

2020-60-3220

۱۔ ڈسپنسر۔ منظور شدہ ڈسپنسر کورس و تجربہ

2020-60-3220

خواہش مند خواتین و حضرات مرکز سلسلہ میں رہ کر انسانیت کی خدمت کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ سروس سے ریٹائرڈ بھی درخواستیں دے سکتے ہیں۔

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ

دِل کی امراض

دردِ دل، دھڑکن، دل گھٹنا، سانس پھولنا اور خون کی نالیوں کی جملہ امراض کا فوری علاج

ہارٹ کیوریٹو سمیل

HEART CURATIVE SMELL

کے سونگھنے سے کیا جا سکتا ہے۔ ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹر اپنے 50 فیصد مریضوں کو ادویاتی علاج کے ساتھ HEART CURATIVE SMELL سونگھنے کیلئے دے کر اس زود اثر اور بے ضرر مقوی دل خوشبو HEART TONIC SMELL کے مثبت POSITIVE اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس غرض کیلئے فری سیمپل طلب فرمائیں۔

میڈیکل اور نان میڈیکل کا روبار کرنے والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعایت کے ساتھ (WITH MONEY RACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں۔

قیمت پاکستان میں 20.00 روپے فی سیمپل۔ ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 10.00 روپے

ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر $ 5 مع ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کیلئے ریٹ الگ الگ)

روزمرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا خوبصورت پرس 150 روپے میں دستیاب ہے۔

لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔

موجد، ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر

آر ایم پی۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ فاضل عربی۔ مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ

بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن

پیکش، کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ۔ پاکستان

فون نمبر 211283، آفس 771، کلینک 695

اگر

یہ مفید اور موثر دوائیں استعمال میں رہیں

• حب مقوی دماغ • معجون مقوی دماغ
• پھکی منڈی • معجون مفرح • اعصابی
• معجون فلاسفہ • اطریفل اسطوخدوس

تو

طلباء۔ دماغی محنت کرنیوالوں یعنی اطباء وکلاء اور پروفیسر صاحبان کیلئے بہت راحت وآرام کا موجب ہوتی ہیں۔ اسی طرح کثرت کار، دماغ میں بوجھ، سر درد اور گرانی، گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو تو ان کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہیں۔

مزید تفصیلات کیلئے کتابچہ طلب کریں دوا بذریعہ ڈاک منگوائیں یا مطب میں تشریف لاویں

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

ربوہ فون: 211538

خبریں

ربوہ : 8 نومبر 1994ء
ہلکی سردی ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 28 درجے سنٹی گریڈ

○ فوجی دستوں نے مینگورہ کے علاقے سے تمام رکاوٹیں ہٹا دی ہیں متعدد قصبوں میں صورت حال معمول پر آگئی ہے۔ تاہم یرغمالیوں کو چھڑانے کے لئے مٹہ نامی قصبے کی طرف پیش قدمی کی جا رہی ہے۔ پانچ روزہ جھڑپوں میں ۳۰ شہری اور ایک درجن سے زائد فوجی مارے گئے۔ مینگورہ میں امن ہو گیا ہے ٹرانسپورٹ بحال ہو گئی ہے۔ بازاروں کی رونقیں واپس آگئی ہیں۔ سڑکوں پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کا گشت جاری ہے۔ پیرا ملٹری فورسز نے تحریک شریعت کے مرکزی دفتر پر قبضہ کر لیا۔ کوئی مزاحمت نہیں ہوئی۔ کارکنوں نے اسلحہ کہیں اور منتقل کر دیا۔ امن و امان کی بحالی کے بعد افغان مہاجروں اور تحریک شریعت کے افراد کی گرفتاریاں شروع کر دی گئیں۔

○ تحریک نفاذ شریعت کے سربراہ صوفی محمد کو رہا کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے فرنٹیئر کانسٹبلری کی بکتربند گاڑی میں علاقہ کا دورہ کیا اور اپنے حامیوں سے کہا کہ ہماری مہم حکومت کے خلاف نہیں اس لئے فوج پر گولیاں نہ چلائیں۔

○ وزیر اعلیٰ سرحد آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے کہا ہے کہ اسلحہ کی فراوانی اور بے روزگار مہاجرین کی موجودگی میں شورش ہونا لازمی تھا۔ عالمی ادارے افغان مہاجرین کے لئے امداد اگلے سال بند کر رہے ہیں پھر پاکستان کے لئے زیادہ دشواریاں ہوں گی۔ انہوں نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ مالاکنڈ ڈویژن کے واقعات کو افغانستان کی صورت حال سے منسلک کرنا درست ہے۔

○ امیر جماعت اسلامی نے کہا ہے کہ مالاکنڈ کا احتجاج بیرونی مداخلت نہیں اس کے ذمہ دار حکمران ہیں۔ شریعت کے تحت جلد اور سستا انصاف مل جاتا تھا۔ روایتی عدالتی نظام نافذ ہوا تو لوگ پیچیدگی دیکھ کر سراپا احتجاج بن گئے۔

○ اپوزیشن نے قومی اسمبلی کا اجلاس دوبارہ بلانے کے لئے ریکوزیشن دے دی ہے اس کے ساتھ اپوزیشن نے چار نکاتی ایجنڈا پیش کیا ہے جس میں اپوزیشن کے اسیر ارکان کو رولنگ کے باوجود اجلاس میں نہ لانا' سیاسی اور امن و امان کی صورت حال اور ۹ نکاتی پیکیج شامل ہے۔ اپوزیشن کے ارکان نے سپیکر سے ملاقات کے بعد مطالبہ کیا کہ وہ اسیر ارکان کو ایوان میں لانے کے لئے حکومت کو لکھیں۔ اپوزیشن نے یہ بھی کہا ہے کہ پارلیمانی سال کے اختتام پر حکومت نے مشترکہ اجلاس طلب نہیں کیا جو کہ آئینی تقاضا ہے۔

○ بجلی کے نرخوں میں فوری اضافے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ گھی ملوں کی نجکاری پر نظر ثانی ہو گی۔

○ لاہور میں ایک موٹر سائیکل سوار نے ون وے کی خلاف ورزی پر روکے جانے پر ایک کانسٹبل کو ہلاک اور دوسرے کو شدید زخمی کر دیا۔ ملزم بعد ازاں اپنی موٹر سائیکل چھوڑ کر ایک اور شخص کی موٹر سائیکل چھین کر فرار ہو گیا۔ یہ واقعہ شہر کے بارونق بازار اردو بازار میں سٹی ڈویژن پولیس ہیڈ کوارٹر کی دیوار کے ساتھ دن دہاڑے پیش آیا۔ اس سے پورے شہر کی پولیس ہل کر رہ گئی ہے۔

○ سندھ میں کوٹہ سسٹم ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے کہا کہ یہ سسٹم مسائل کی جڑ ہے' اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکیں انہوں نے کہا کہ سندھ کی شہری آبادی ۴۰ % نہیں بلکہ ۲۰ % ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ چند برسوں میں سندھ ایشیا کا امیر ترین علاقہ بن جائے گا۔ کوئلے کے بعد اب سونے کے بھی ذخائر دستیاب ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ دسمبر ۱۹۹۴ء کے بعد فوج بیرکوں میں چلی جائے گی۔

○ کراچی کے مختلف علاقوں میں اندھا دھند فائرنگ سے تھانیدار سمیت مزید ۵۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ پولیس مقابلہ میں ایک ڈاکو مارا گیا کورنگی میں وکیل کے گھر فائرنگ سے دو افراد زخمی ہو گئے۔ سپاہ صحابہ کے دو کارکنوں کو گولیاں ماردی گئیں۔ پولیس پر فائرنگ سے ایک کانسٹیبل ہلاک اور دوسرا شدید زخمی ہو گیا۔ حبیب بینک ملیر برانچ میں ڈکیتی کے دوران پولیس اور ڈاکوؤں میں زبردست فائرنگ ہوئی ایک نامعلوم ڈاکو مارا گیا۔ ایم کیو ایم کے ایک سرگرم کارکن کی ہلاکت کے بعد اورنگی ٹاؤن' کورنگی لانڈھی اور بعض دیگر علاقوں میں اندھا دھند فائرنگ ہوتی رہی۔ جس سے ۱۰۔ افراد زخمی ہو گئے۔

○ وزیر اعظم بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بحالی جمہوریت سے ملک میں سیاسی استحکام پیدا ہوا ہے اور ریکارڈ سرمایہ کاری ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پریسلر ترمیم کے بعد ہم نے اپنے دفاع کو مستحکم کرنے کے لئے دیگر ممالک سے سازوسامان کی خریداری کے لئے رجوع کیا ہے۔

○ پیرس میں قائم عورتوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم گیلیکسی آف ویمن نے وزیر اعظم پاکستان بینظیر بھٹو اور برما کی نظر بند خاتون لیڈر سان سوکئی کو سب سے زیادہ جرات مند حکمران اور سب سے زیادہ جرات مند اپوزیشن لیڈر کے طور پر جون آف آرک ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس تنظیم میں کوئی پاکستانی شامل نہیں۔

○ پنجاب اسمبلی کے قائد حزب اختلاف مسٹر پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ اصل خطرہ لوٹا گردی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے مناظرہ کا چیلنج دے کر پسپائی اختیار کر لی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ سپیکر مسٹر حنیف رامے انصاف کی جس کرسی پر بیٹھے ہیں وہ کلیتہً حکومت کی طرف جھکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس تشدد کے خلاف اپوزیشن کی ۲۰ کے قریب تحاریک استحقاق کو انہوں نے بیک جنبش قلم مسترد کر دیا۔

○ بی بی سی نے بتایا ہے کہ مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کی تحریک اور حکومت کے درمیان غیر مشروط سمجھوتہ ہوا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی سے کہا ہے کہ وہ حکومت سے مرعوب نہ ہوں ہم ان کا ساتھ دیں گے۔ وہ حکومت کو وارننگ دیں کہ ۴۸ گھنٹوں کے اندر تحریک استحقاق کا فیصلہ ایوان میں پیش کرے۔ حکومت باطل کو غالب کر رہی ہے۔ حق کی خاطر جان دینا جہاد ہے۔ حزب اختلاف یہ فریضہ ادا کرے گی۔

○ تاج کمپنی کے متاثرین کو ادائیگی کرنے کے لئے حکومت نے اڑھائی کروڑ روپے فراہم کر دیئے ہیں۔ ۲۵ ہزار تک کے کھاتہ داروں کو منافع بھی دیا جائے گا۔ ۵۰ ہزار تک کے کھاتے داروں کو چالیس فیصد ادائیگی کی جائے گی ہائی کورٹ نے شیڈول کی منظوری دے دی ہے۔ متاثرین کی حروف تہجی کے اعتبار سے فہرستیں بنالی گئیں ہیں۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے ساتھ جھڑپوں میں ۳ حریت پسند مجاہدین شہید ہو گئے۔ ۴ فوجی بھی مختلف علاقوں میں ہلاک ہو گئے۔ ۵۳ شہریوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

○ ۴۵ سالہ جارج فورمین نے ۲۷ سالہ مائیکل کو ہرا کر باکسنگ کی عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن شپ جیت لی۔ وہ باکسنگ کی تاریخ کے سب سے زیادہ عمر کے ہیوی ویٹ چیمپئن قرار پائے ہیں۔

○ امیر جماعت اسلامی نے کہا ہے کہ کراچی کے لوگ باؤلے ہو گئے ہیں ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہیں۔ یہ ہانگ کانگ نہیں بلکہ بیروت اور کابل بن رہا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ نئے انتخابات کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ دنوں میں عوام کو خوشخبری ملنے والی ہے۔ موجودہ حکومت انتہائی خوفناک کھیل کھیل رہی ہے اور ملک کو تباہ کرنے کی غیر ملکی سازش میں شریک ہے۔ انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی میں تمام سیاسی گروپوں سے ہمارے تعلقات مستحکم ہوئے ہیں۔ حکومت اس حد تک تنہا ہو چکی ہے کہ اپنے سپیکر کے احکامات تسلیم نہیں کرتی۔

○ سندھ کے گورنر نے کہا ہے کہ میں کراچی کی موجودہ صورت حال پر رائے نہیں دے سکتا۔ فوجی کو گولی چلانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

○ اخباروں کے ایڈیٹروں کی کونسل نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت پریس تعلقات کی بہتری کے لئے پریس کونسل جلد تشکیل دی جائے۔ اور کونسل کی تشکیل کے لئے تمام ارکان سے رائے لی جائے۔

○ اے این پی کے رکن قومی اسمبلی مسٹر اسفندیار ولی کو رہا کر دیا گیا۔

○ خواتین کے لئے وکلاء کے علیحدہ بار روم کی افتتاحی تقریب میں ہنگامہ ہو گیا۔ خواتین وکلاء نے صوبائی وزیر کی تقریر پر اعتراض کر دیا۔ اور پولیس تشدد کے خلاف شکایت کی مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ج) کے وکلاء آپس میں الجھ پڑے۔

دانتوں کا معائنہ
مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
ڈینٹسٹ
رانا مدثر احمد
۴ ½ تا ۸ ½ بجے شام

خواتین توجہ فرمائیں
سلائی • کڑھائی • چائینیز اور کانٹیننٹل کھانے سیکھیئے
(چھٹی بروز اتوار سوموار)
رابطہ کیلئے: عطیہ اکیڈمی
۱/۱۲ ب صدر جنوبی ۲
ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ہمارا شعار
• خدمت • دیانت • امانت
مکانات - پلاٹ - دوکانات و دیگر سکنی اور زرعی اراضی کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا بہترین انتخاب
چوہدری اسٹیٹ ایجنسی
کمیٹی مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون : 212379